قارئین کی رائے

ڈاکٹر شیخ عقیل احمد نئی اردو تنقید کے ایک بہت ہی ممتاز نقاد ہیں۔ ان کا شمار نئی تنقید کے چند ایسے نقادوں میں ہوتا ہے جو ادبی اقدار کے جلال و جمال پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ عقیل احمد کے مطالعہ کا دائرہ پھیلا ہوا ہے۔ اساطیری روایات سے جدید فکر و نظر تک ان کے گہرے وژن کی پہچان ہوتی ہے۔ ایک روشن تجزیاتی ذہن کے مالک ہیں۔ ان کی کتابیں اور مضامین تجزیاتی شعور کی عمدہ مثالیں ہیں۔

نئی اردو تنقید میں فنون لطیفہ اور خصوصاً ادبیات کی جمالیات کے تعلق سے عموماً جو حیرت انگیز بے خبری پائی جاتی ہے وہ عقیل احمد کی تنقید نگاری میں مفقود ہے یہ بڑی بات ہے۔ ان کا مطالعہ وسیع اور گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ مجھے یقین ہے بہت جلد مستقبل قریب میں ڈاکٹر شیخ عقیل احمد ایک باشعور صاحب نظر، تجزیہ نگار اور تخلیقی نقاد کی حیثیت سے سامنے آئیں گے۔

پروفیسر شکیل الرحمٰن

تنقیدی انبوہ میں نئے موضوعات جزیرے کی تلاش ایک مشکل کام ہے۔ یک رنگی اور یک موضوعی تحریریں ان دنوں اس قدر عام ہیں کہ بیشتر تنقیدی تحریروں کے مابین امتیاز کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ خاص کر آج کی نسل ژولیدہ بیانی، غیر واضح اور مبہم طرز فکر و احساس کی وجہ سے اپنی علیحدہ شناخت قائم کرنے میں ناکام ہے۔ یہ جدید تر نسل بنیادی طور پر خلا کی مخلوق ہے، جس کی اودھم بازیاں ادب کے بحر بیکراں کو محض ایک جوہر میں تبدیل کر رہی ہیں۔ ایسے میں شیخ عقیل احمد کی تحریریں یہ احساس دلاتی ہے کہ کچھ ایسے جوہر آج بھی ادب میں موجود ہیں، جن کی وجہ سے ادب میں تحرک اور طلاطم بھی ہے۔ شیخ عقیل احمد نے عمومی راہ و روش سے الگ ہٹ کر موضوعی سطح پر اپنا امتیاز برقرار رکھا ہے اور ایسے موضوعات پر لکھا ہے، جو اردو ادب میں عام نہیں ہیں۔ جبکہ عمومی موضوعات میں بھی انہوں نے نئے زاویے تلاش کیے ہیں۔ شیخ عقیل نے اپنی تحریروں میں بے جا علمیت اور بقراطیت کی نمائش سے گریز کیا ہے اور اپنے طور پر تخلیقی متون سے اخذ و اکتساب کر کے بہترین نتائج کا استخراج کیا ہے۔ ان کی تحریروں میں وہ نقالی نظر نہیں آتی، جو آج کی درسیاتی تشریحی تنقید کا وصف خاص ہے۔ وہ اپنی تحریروں میں واضح فکری اور اسلوبی شناخت کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ کسی اور کی پرچھائیں ان کے یہاں نظر نہیں آتی۔ شیخ عقیل احمد کا اسلوب سادہ اور شفاف ہے، اس میں کسی قسم کی ژولیدگی اور ابہام نہیں ہے۔ وہ ترسیل کے المیے سے دوچار نہیں ہوتے، جبکہ ان کے ہمعصروں کی بیشتر تحریروں میں ترسیل کا فقدان ہے۔

حقانی القاسمی مدیر، بزم سہارا

ڈاکٹر شیخ عقیل احمد تقریباً ایک درجن کتابوں کے مصنف بن چکے ہیں۔ علم و ادب کی مسلسل وابستگی سے انہوں نے اپنا ایک مقام پیدا کیا ہے۔ ان کے تنقیدی مضامین میں تحقیق و جستجو کے ساتھ مخصوص نقطۂ نظر بھی ہے۔ یہی زاویۂ نظر آگے چل کر مصنف کا مخصوص نظریہ اور پہچان بن جاتے ہیں۔ موضوع سے سرسری گذرنے کے بجائے اس کے اندرون میں جھانک کر دیکھنے کی سعی پائی جاتی ہے۔ اس کوشش سے مضامین جاندار اور معلومات افزا بن گئے ہیں۔ ان کی سخت محنت اور کاوش نے بعض ایسے نام اور حوالے ڈھونڈ نکالے ہیں جن سے ہمارے عہد کے اساتذہ اکثر و بیشتر نابلد ہیں۔ ان کے مضامین مثلاً ''اقبال اور کالی داس کی شاعری میں فطرت کی منظر کشی''، ''سماجی ہم آہنگی اور صوفیانہ افکار''، ''ٹیگور کا فلسفۂ زندگی''، ''نظمیہ شاعری میں سورج کا

اسطوری اور علامتی اظہار'' اور'' جدید نظم میں ہیئت کے تجربے''، ایسے شاندار مضامین ہیں جو اپنی طرف راغب کئے بنا نہیں رہتے۔ ان موضوعات پر تحریر نے انہیں ایک کلاسیکی رنگ عطا کر دیا ہے۔ یہ کلاسیکی انداز شاید انہیں اپنے اساتذہ سے ورثے میں ملا ہے۔ ڈاکٹر شیخ عقیل احمد کی زبان و بیان میں بڑی حد تک نفاست پیدا ہو گئی ہے۔

پروفیسر توقیر احمد خان صدر شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی

شیخ عقیل احمد نئی نسل کے ان سنجیدہ ادیبوں میں سے ہیں جس کا طرز فکر اور انداز بیان ہمیشہ منفرد رہا ہے۔ انفرادیت موصوف کی طبیعت کا خاصہ ہے۔ غالباً یہ اثرات ان کے ادبی اور تخلیقی مزاج پر مرتب ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریروں کے موضوعات اپنے معاصرین سے مختلف ہیں۔ ادبیات کا تقابلی مطالعہ ان کا خاص میدان ہے جو عام طور پر کسی بھی قلم کار کے لئے مشکل کام ہوتا ہے۔ تقابلی مطالعہ کے لیے ایک سے زیادہ زبانوں اور ادبیات پر یدِ طولیٰ حاصل ہونا ضروری تصور کیا جاتا ہے۔ ادب سے تاریخ تک اور تہذیب سے تکنیک تک ان کی نظر بہت گہری ہے کیوں کہ وہ اپنی تحریروں کا حق بڑی ذمہ داری اور دیانتداری سے ادا کرتے ہیں۔ عام فہم موضوعات پر فکر انگیز زاویے تلاش کرنے کا فن انہیں خوب آتا ہے۔ شیخ عقیل احمد کا دائرۂ فکر صرف اردو تک محدود نہیں ہے۔ ادبیات کے حوالے سے وہ مذہبیات اور سنسکرت شعریات پر بھی خاصی دسترس رکھتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں جگہ جگہ انگریزی ادب کے حوالے اس بات کے ثبوت ہیں کہ انگریزی ادب سے انہیں نہ صرف گہری دلچسپی ہے بلکہ ان کا مطالعہ بھی وسیع ہے۔ انہوں نے ادبیات عالم نیز عالمی سطح کے مخلوط کلچر، تہذیب و تمدن اور مختلف موضوعات مثلاً مذہبیات، فلسفہ، تصوف، اسطور، علم نجوم، سنسکرت، انگریزی، عربی، فارسی، انٹرنیٹ اور دیگر عالمی موضوعات کو بنیاد بنا کر ادب کو پرکھا اور ان کی تفہیم و تجزیہ کرنے کی عالمانہ اور دانشورانہ کوشش کی ہے۔ بے جا طوالت سے احتراز، مختصر اور جامع سادہ سلیس اور عام فہم انداز میں ناقدانہ گفتگو کرتے ہیں۔ ایک محقق کی حیثیت سے وہ تحقیق کے بعد ہی اپنی بات کو کہنے کے قائل ہیں۔ اس طرح ادبی موضوعات کے ازدحام میں ان کی شناخت ایک نئے زاویے سے اور منفرد لب و لہجہ کے ساتھ ابھر کر سامنے آئی ہے۔ عام طور پر اس نوع کے موضوعات کی طرف اردو والوں کا ذہن نہیں جاتا۔ Globalization کے اس دور میں ادب کا منظر نامہ بہت تیزی سے تبدیل ہو رہا ہے۔ اردو زبان و ادب کو عالمی سطح کے موضوعات سے جوڑنے کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ اس ضرورت کو شیخ عقیل نے بڑی سنجیدگی سے محسوس کیا اور اس نوع کے موضوعات پر قلم اٹھا کر اہل ادب کو اس جانب توجہ دلائی ہے۔

ڈاکٹر ضیاء الرحمن صدیقی (سولن)

ہماری نسل کے ادیبوں اور نقادوں میں شیخ عقیل احمد کی تحریریں اپنے کھلے پن اور لچک کے باعث بالکل الگ ہیں۔ عقیل احمد نے اپنی مختلف کتابوں اور مضامین میں شعر و ادب کی جانچ پرکھ میں تعین قدر کو خصوصی اہمیت دی ہے۔ تنقید کا بنیادی کام ادب فہمی ہی ہے اور ادب کی تفہیم کا کوئی تصور اس کی قدر شناسی کے بغیر ادھورا اور ناقص ہے۔

شیخ عقیل اپنے ادبی تجربات کے فہم و ادراک کے ساتھ تخلیقات کو پرکھنے کے عمل میں متن میں پوشیدہ تخلیقی عناصر اور عوامل کے پہلو بہ پہلو اس کے انسلاکات کی نشاندہی بھی کرتے ہیں نیز توضیح و تشریح اور موازنہ کے وسیلے سے معنی کشائی کے عمل سے گزرتے ہیں جس سے تخلیقات کی افہام و تفہیم کی راہیں آسان ہو جاتی ہیں۔ ان کے یہاں ضد، ادعایت یا کسی قسم کی جھنجھلاہٹ یا دعوے نظر نہیں آتے جسے نئی نسل کے نقاد فیشن کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ شیخ عقیل اپنے موضوع اور اس کے تقاضوں سے کماحقہ واقف ہوتے ہیں جس سے ان کی تحریروں میں اعتماد، استدلال اور شفافیت پیدا ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر آفتاب احمد آفاقی بنارس ہندو یونیورسٹی

شیخ عقیل احمد گزشتہ برسوں میں جو مضامین لکھے ہیں ان کی پذیرائی ہوئی ہے انہیں دیکھ کر ان کے تنقیدی غور وفکر کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ اپنے ادبی اظہار میں مغربی افکار سے قریب ہونے اور ان سے استفادہ کرنے کے باوجود شیخ عقیل اسلامی تاریخ اور قرآن وحدیث کے بنیادی افکار سے اپنا رشتہ استوار رکھتے ہیں ۔چونکہ درس وتدریس کے پیشے سے منسلک ہیں اسی لیے شعری تمثیل کی باریکیوں کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں۔کسی کے کلام کو پرکھتے ہوئے ہمیشہ نئی بلاغت کی تلاش اور نئے لسانی تقاضوں کی جستجو میں رہتے ہیں۔لفظ کے ربط وضبط اور معنی کے امکانات پر ان کی نظر رہتی ہے۔یہی تنقیدی طریقہ کار شیخ عقیل کی تنقید کو معتبر بناتی ہے۔شیخ عقیل اپنے تمام مقالے بے حد محنت سے لکھتے ہیں۔اپنے مضامین میں جہاں انہوں نے معلومات فراہم کرنے کی کوشش کی ہے وہیں منطق و استدلال سے موضوعات کا احاطہ بھی کیا ہے۔اور روایتوں کی پاسداری بھی ان کی تحریروں میں موجود ہے۔وہ بلا تکلف آزادی کے ساتھ اپنا فیصلہ سناتے ہیں ۔ان کے بعض تنقیدی خیالات سے اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن ان کی مستقل مزاجی اور دیانت داری پر انگشت نمائی نہیں کی جاسکتی۔

ڈاکٹر عطیہ امتیاز

Residence: 262-D, Shipra Sun City, Indirapuram, Ghaziabad-201014

Mobile No: 09911796525

Website:people.du.ac.in/~aahmad